بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

پیش لفظ

تحقیقی مقالے کے موضوع کے انتخاب کا مسئلہ دیرینہ ہے۔ لیکن مجھے ایسے کسی مسئلے کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہاں ایم۔ فل مکمل ہوا تو دوسری طرف پی ایچ ڈی میں داخلے کے لیے GAT کا امتحان پاس اور راقم ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے دفتر میں۔ بات بڑھی موضوع میری مرضی کے مطابق منتخب ہو گیا۔ چار سال ضائع کرنے کے بعد یہ احساس ہوا کہ موضوع میں میری دل چسپی نہیں۔ سوچا اب کیا کِیا جائے؟ پھر عقل پر پڑے پتھر کا ہٹا دل پر رکھ اور کام شروع کر۔ وبا کے دن، تبسم کاشمیری صاحب کی علالت، معاشی ابتر صورت حال، دل پر رکھے پتھر کو پیٹ پر باندھنا راقم کے بس میں نہیں تھا اگر اپنے باندھ بھی لوں تو مجھ سے وابستہ اوروں کا کیا؟ پھر ریزہ ریزہ کام اور وقت کا ضیاع، مسلسل ضیاع، نہ رکنے والا۔ دوستوں کی صلاح، تمام پر خلوص اساتذہ کا ایک ہی سوال "پی ایچ ڈی کا کیا بنا؟"۔ راقم کا ایک ہی جواب کر رہا ہوں، کر رہا ہوں۔ قصہ مختصر کام مکمل۔

زیرِ نظر مقالہ **"پاکستانی افسانہ: تکنیکی تجربات اور فکری مسائل کی روشنی میں (منٹو کے بعد)"** چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول **"منٹو اور اس کے معاصرین کی افسانہ نگاری"** میں منٹو، منٹو کا پسِ منظر، منٹو کے سیاسی، سماجی اور ادبی شعور کے ساتھ ساتھ منٹو کے معاصرین: عصمت چغتائی، ممتاز مفتی، اختر حسین رائے پوری، محمد حسن عسکری، شوکت صدیقی، قرۃ العین حیدر، راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، غلام عباس اور احمد ندیم قاسمی کے انفرادی مطالعات پر مشتمل ہے۔ باب کے آخر پر معاصرینِ منٹو کے افسانوں کے رجحانات و موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

دوسرا باب **"۱۹۶۰ء کے بعد اردو میں علامتی افسانے کی نمود"** کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں علامات، ادب میں علامت نگاری، اردو افسانہ میں علامت نگاری کا رجحان، علامتی افسانہ اور ابلاغ کا مسائل، علامتی افسانے کی ضرورت و اہمیت اور اردو کے علامتی افسانہ نگار: انتظار حسین، ڈاکٹر انور سجاد، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر رشید امجد، خالدہ حسین، مظہر الاسلام اور سمیع آہوجا کا انفرادی مطالعہ بہ طور علامتی افسانہ نگار کے کیا گیا ہے۔

باب سوم **"جدید اردو افسانے میں تکنیک کے تجربات"** کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں جدیدیت، اردو میں جدید ادبی رجحانات اور جدید اردو افسانے میں اسلوب اور تکنیک کے تجربات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ نیز اس باب میں افسانہ نگاروں کا انفرادی مطالعہ کے بجائے اردو افسانے کا مطالعہ تکنیکی اعتبار سے کیا گیا ہے۔ اس باب میں علامت کے مباحث بھی شامل کیے گئے ہیں لیکن یہاں علامتی افسانے کا مطالعہ تکنیکی پیرائے میں کیا گیا ہے جب کہ پچھلے باب میں راقم کی توجہ علامتی افسانے کی تفہیم پر مرکوز رہی ہے۔

باب چہارم **"جدید اردو افسانے میں فکری، سیاسی، سماجی اور تہذیبی مسائل کا تجزیہ اور تنقید"** اس باب میں سب سے پہلے "ادب، سماج، افسانہ" کے عنوان کے تحت ان تینوں کے باہمی تعلق پہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر پاکستان کے جدید افسانہ پر پڑنے والے اثرات اور اس میں گاہے بگاہے شامل ہونے والے عناصر کی پیشکش کی گئی ہے۔ اس کے بعد پاکستان کے منتخب افسانہ نگاروں (انتظار حسین، غلام عباس، خالدہ حسین، ممتاز مفتی، احمد ندیم قاسمی، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، ڈاکٹر انور سجاد، ڈاکٹر رشید امجد، سمیع آہوجا، منشا یاد، اکرام اللہ، فہمیدہ ریاض، رضیہ فصیح احمد، مسعود اشعر، حسن منظر، مرزا حامد بیگ، مظہر الاسلام، اسد محمد خاں اور مستنصر حسین تارڑ) کے افسانوں کو فکری، سیاسی، سماجی اور تہذیبی مسائل کے تجزیے اور تنقید کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں پاکستان کے جدید افسانے نے اکیسویں صدی میں جس طرح سے اپنے وجود کو آگے بڑھایا ہے اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آخر پر گزشتہ ابواب کا **"محاکمہ"** پیش کیا گیا ہے جس میں مجموعی طور پر پاکستانی اردو افسانے میں تکنیک کے تجربات اور موضوعاتی مطالعہ سے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ مقالہ کے اختتام پر **ماخذ و مصادر** میں مختلف کتابوں اور دیگر ماخذ رسائل و جرائد، اخبارات، مقالہ جات، لغات اور برقی ذرائع جن سے اس تحقیقی مقالہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں استفادہ کیا گیا ہے ان کا اندراج الف بائی ترتیب میں دیا گیا ہے۔

تحقیقی کام محقق سے ایک خاص قسم کی استعداد اور صلاحیت کا تقاضا کرتا ہے۔ گویا اس تحقیقی مقالے کو پورا کرنے کے لیے تحقیق کی لازمی شرائط کو پورا کرنے کی مخلصانہ کاوش اور بنیادی ماخذات تک رسائی کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ کی تکمیل پر میں خالق بحر و بر اور اپنے والدین کا شکر گزار ہوں جن کی پر خلوص دُعائیں شامل حال رہیں۔ میں اپنے سکول کے تمام اساتذہ کا بھی شکر گزار جنہوں نے مجھے علم کی روشنی سے روشناس، قلم پکڑنا، لکھنا اور پڑھنا سکھایا۔